AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com

Vol. 3, No. 1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

پاکستان میں اردو سیرت نگاری کے اسلوبیاتی رجحانات: ایک تحقیقی مطالعہ

STYLISTIC TRENDS IN URDU SEERAT WRITING IN PAKISTAN: AN ANALYTICAL STUDY

زبیر احمد

پی ایچ ڈی اسکالر (اُردو)، مائی یونی ورسٹی، اسلام آباد

ڈاکٹر محمد مسعود الحسن بدر

اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ اُردو (ایڈجنک فیکلٹی)، مائی یونی ورسٹی اسلام آباد

Abstract
This study examines the stylistic trends in Urdu Sirat literature in Pakistan, providing a comprehensive analytical perspective on its evolution, thematic patterns, and literary techniques. Urdu Sirat writing in Pakistan reflects a longstanding tradition of religious, historical, and ethical scholarship, blending narrative, didactic, and analytical styles. Through a detailed review of prominent Urdu Sirat authors, including their use of narrative, rhetorical, and expository methods, this research highlights the diversity of stylistic approaches employed to convey the life, teachings, and moral character of Prophet Muhammad ﷺ. The study also explores how historical context, literary conventions, and audience considerations have shaped the stylistic choices of Urdu Sirat writers in Pakistan. The findings demonstrate that Pakistani Urdu Sirat literature not only preserves historical and religious knowledge but also serves as a medium for moral, spiritual, and intellectual education, reflecting a unique interplay between literary creativity and scholarly rigor.

Keywords
Urdu Sirat literature, Stylistic trends Pakistan, Narrative style, Didactic style, Prophetic biography, Literary analysis, Historical and ethical discourse.

پاکستان میں اردو سیرت نگاری برصغیر کی سیرت نگاری کی طویل اور متنوع روایت کا تسلسل ہے۔ برصغیر میں سیرتِ نبوی ﷺ کے مطالعے کا آغاز صحابہؓ اور تابعین کے بیانات کی صورت میں ہوا، جو سینہ بہ سینہ منتقل ہوتے رہے۔ ابتدائی اردو سیرت نگاری نے اس روایتی مواد کو زبانِ اردو میں منتقل کر کے ایک منظم علمی و ادبی شکل دی۔ اس شعبے میں مصنفین نے نہ صرف تاریخی اور مذہبی معلومات فراہم کیں بلکہ اخلاقی، روحانی اور علمی تعلیمات کو اجاگر کرنے کی بھرپور کوششیں بھی کیں۔ تحریک پاکستان کے بعد ریاست پاکستان کے قیام کا بنیادی مقصد اسلامی اقدار کی بالادستی اور سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں زندگی کے نظام کا قیام تھا۔ سید عزیز الرحمن کے مطابق:

> ”عطا اللہ خاں عطا ٹونکی کی سیرت پر تصنیف سیرتِ فخر دو عالم ﷺ پہلی بار 1948ء میں لاہور سے منظرِ عام پر آئی۔“(1)

یہ اشاعت محض ایک کتاب کی طباعت نہ تھی بلکہ اردو سیرت نگاری کے افق پر ایک نئی شعاعِ سحر کا ظہور تھا۔ قیامِ پاکستان کے ابتدائی ایام میں جب فکری و تہذیبی تشکیل کا عمل جاری تھا، اس تصنیف نے عشقِ رسول ﷺ اور مطالعۂ سیرت کے چراغ کو مزید فروزاں کیا۔ 1977ء میں جنرل محمد ضیاء الحق کے اقتدار میں آنے کے بعد پہلی بار سیرت نگاری کو ریاستی سطح پر منظم سرپرستی حاصل ہوئی۔ انہوں نے نہ صرف سیرت کانفرنسز کا انعقاد کیا بلکہ ممتاز سیرت نگاروں کو مالی انعامات اور اسناد دی گئیں سیرت پر لکھی گئی کتب کے لیے نقد انعامات اور اعزازات کی بنیاد

رکھی۔ جنرل ضیاء الحق فرماتے ہیں:

"وہ قادر مطلق ہے، اس نے ہمیں اپنے دین کی بالا دستی کے لئے یہ آرڈیننس جاری کرنے کی توفیق دی ہے اور وہی اس کا تحفظ بھی کرے گا وہی دلوں کا حال جاننے والا۔ جب ہماری نیت صاف ہے او مقصد صرف اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی خوشنودی حاصل کرنا ہے تو ڈر کس بات کا ہے۔"(2)

پاکستان میں اردو سیرت نگاری کی خصوصیت یہ ہے کہ اس نے مختلف ادوار میں عوام اور خواص دونوں کے لیے علمی و دینی فہم کو فروغ دیا۔ یہاں کے سیرت نگاروں نے اپنی تحریروں میں نہ صرف روایت پر انحصار کیا بلکہ اسلوبیاتی تجزیہ اور تحقیقی مطالعے کو بھی پیش کیا، جس سے اردو سیرت نگاری علمی و ادبی اعتبار سے مستحکم ہوئی۔

رسولِ اکرم ﷺ کی ذاتِ اقدس بعثت کے آغاز ہی سے صحابہ کرامؓ کی توجہات کا محور بن گئی تھی۔ عہدِ نبوی میں یہ ایک فطری اور زندہ روایت کی صورت اختیار کر چکی تھی کہ جب دو اصحاب باہم ملتے تو گفتگو کا مرکزی موضوع آپ ﷺ کے ارشادات، معمولات اور تازہ نازل ہونے والی آیات ہوا کرتی۔ یوں سیرتِ طیبہ کا بیان محض واقعاتی نقل نہ رہا بلکہ محبت، تعظیم اور دینی التزام کا عملی اظہار بن گیا۔ وصالِ نبوی ﷺ کے بعد بھی یہ جذبہ سرد نہ پڑا بلکہ وقت گزرنے کے ساتھ حضور ﷺ کی حیاتِ مبارکہ، اخلاقِ کریمانہ، عاداتِ طیبہ اور تعلیماتِ نبویہ کو محفوظ رکھنے اور آئندہ نسلوں تک منتقل کرنے کا شوق مزید گہرا ہوتا گیا۔ اسی شوقِ صادق نے رفتہ رفتہ روایات کا ایک وقیع ذخیرہ پیدا کیا جو مدتوں تک سینہ بہ سینہ منتقل ہوتا رہا اور اجتماعی حافظے کا حصہ بنتا گیا۔ اس ضمن میں علامہ شبلی نعمانی لکھتے ہیں:

"حضرت عمر بن عبد العزیزؒ نے اس فن کی طرف خاص توجہ کی اور حکم دیا کہ غزوات نبوی ﷺ خاص حلقہ درس قائم کیا جائے۔ عاصم بن عمر بن قتادہ انصاری المتوفی 121ھ اس فن میں خاص کمال رکھتے تھے۔ اسی زمانے میں امام زہریؒ مغازی پر ایک مستقل کتاب لکھی۔ امام زہری کی وجہ سے مغازی و سیرت کا عام مذاق پیدا ہوا۔"(3)

سیرت النبی ﷺ کی تحریری شکل میں تدوین کا آغاز صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانے میں ہی ہو چکا تھا۔ بعد میں ابن اسحاق، ابن ہشام، واقدی، طبری، بلاذری جیسے سیرت نگاروں نے اس میدان میں بھرپور علمی کام کیا۔ ان کی تحریروں میں نہ صرف تاریخی صداقت ہے بلکہ اسلوبی حسن، ترتیب، سادگی، خطابت اور تاثیر بھی پائی جاتی ہے۔ اسی تناظر میں جلال الدین سیوطی لکھتے ہیں:

"سب سے پہلے جو کچھ لکھا گیا۔ حضور سرورِ کائنات ﷺ کے غزوات ان کے اسباب اور نتائج کو تفصیل کے ساتھ جن کتب میں پیش کیا گیا وہ کتب تاریخ ادب میں "مغازی" کے نام سے مشہور ہیں اور پہلی صدی ہجری میں سیرت النبی ﷺ کے اس پہلو پر کچھ لکھنا ہی سیرت نگاری سمجھا جاتا تھا۔"(4)

پہلی صدی ہجری کے اواخر میں 93ھ میں محمد بن قاسم کی فتح سندھ سے قبل ہی مسلمان برصغیر کے ساحلی علاقوں سے تجارتی، تہذیبی اور سماجی روابط قائم کر چکے تھے۔ بعض روایات کے مطابق عہدِ خلافتِ عمر بن خطاب میں بحرین و عمان کے گورنر عثمان بن ابی العاص نے تھانہ کی جانب ایک مہم روانہ کی، اگرچہ اسے مرکزی تائید حاصل نہ ہوئی، تاہم بلوچستان، سندھ اور گجرات کے ساحلوں تک مسلمانوں کی آمد و رفت کا سلسلہ منقطع نہ ہوا۔ اسی دوران متعدد صحابہ و تابعین اس خطے میں وارد ہوئے اور بعض نے یہیں سکونت اختیار کی، جس سے ایک ابتدائی اسلامی اثر پذیری کی فضا پیدا ہوئی۔

فتحِ سندھ کے بعد اس خطے میں مسلم معاشرے کی باقاعدہ تشکیل عمل میں آئی؛ مساجد کی تعمیر، خطباء اور قاضیوں کی تقرری اور انتظامی نظم کے

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 3, No. 1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

قیام نے ایک منظم تہذیبی ڈھانچے کی بنیاد رکھی۔ عرب اقتدار سندھ اور اس کے نواح میں طویل عرصہ برقرار رہا۔ دوسری صدی ہجری میں جب اسلامی معاشرے میں تصنیف و تالیف کا باقاعدہ ذوق فروغ پذیر ہوا تو اہلِ علم نے اس منتشر روایتی سرمایہ کو قلم بند کرنے اور موضوعاتی ترتیب دینے کا اہتمام کیا۔ جن روایات کا تعلق عقائد، عبادات اور فقہی استنباط سے تھا وہ کتبِ حدیث کی صورت میں مدوّن ہوئیں، جب کہ وہ مواد جس میں رسول اللہ ﷺ کی نجی و اجتماعی زندگی کے احوال، اوصاف اور معمولات محفوظ تھے، فنِ سیرت کی اساس قرار پایا۔ اسی طرح غزوات و معرکوں سے متعلق روایات کو فنِ مغازی کے عنوان سے منظم کیا گیا۔ چونکہ عہدِ نبوی میں غزوات کو تاریخی اور عملی اعتبار سے نمایاں اہمیت حاصل تھی، اس لیے بعض اوقات "مغازی" کا اطلاق وسیع تر معنوں میں پورے فنِ سیرت پر بھی کیا جاتا رہا۔ اس طرح سیرت نگاری کی روایت ابتدا ہی سے روایت کی امانت، محبت کی حرارت اور علمی تنظیم کے امتزاج کے ساتھ تدریجاً ایک مستقل اور منضبط فن کی صورت اختیار کرتی گئی۔ محمد طفیل رقم طراز ہیں:

"برصغیر میں روحانی و اخلاقی اصلاح کی تاریخ میں حضرت خواجہ معین الدین چشتی اور ان کے پاکیزہ سیرت خلفاء کی خدمات نمایاں حیثیت رکھتی ہیں۔"(5)

انہوں نے اپنے روحانی مراکز میں بیٹھ کر انسانیت، محبت، مساواتِ انسانی اور عدلِ اجتماعی کا ایسا درس دیا جس نے لاکھوں دلوں کو منور کیا۔ وہ اگرچہ براہِ راست اقتدار کا حصہ نہ تھے، مگر دینی و اخلاقی نگرانی کے ذریعے حکومتِ وقت کو اعتدال اور انصاف کی تلقین کرتے رہے۔ ان بزرگوں نے معاشرے کو خدا ترس، امانت دار اور انسان دوست افراد فراہم کیے اور ملک کی علمی و تعلیمی تحریک میں نئی روح پھونک کر اصلاحِ باطن کے ساتھ اصلاحِ معاشرہ کی ایک مضبوط بنیاد قائم کی جس کے بعد سلطان محمود غزنوی کی فتوحات نے پنجاب و سندھ کو غزنوی سلطنت کا حصہ بنایا اور پھر غوری عہد تک اقتدار کی یہ روایت مختلف نشیب و فراز سے گزرتی رہی، حتیٰ کہ بالآخر برطانوی استعمار کے ظہور پر اس باب کا اختتام ہوا۔ ساڑھے چھ صدیوں پر محیط اس دور میں مسلمانوں نے برصغیر میں علم و دانش کے چراغ روشن کیے؛ لاہور، دہلی اور ملتان جیسے مراکز اپنے مدارس، مساجد اور خانقاہوں کے باعث علمی و روحانی افق پر نمایاں ہوئے اور ایک مستقل اسلامی تہذیبی روایت کی بنیاد مستحکم ہوئی۔

پاکستان میں سیرتِ نبوی ﷺ کے سرمائے کا جائزہ متعدد اہلِ علم نے مختلف مناہج کے تحت لیا ہے۔ بعض محققین نے اسے مستقل موضوع بنا کر کسی ایک زبان، عہد یا خطے کے حوالے سے تحقیقی نتائج پیش کیے، جبکہ دیگر اہلِ قلم نے وسیع تناظر میں پاکستان کے علمی ذخیرے کو مرتب کرتے ہوئے کتبِ سیرت کا تعارفی و تنقیدی احاطہ کیا ہے۔ تاہم مخطوطات کی مسلسل دریافت، نادر کتب کی اشاعت اور فہرستوں کی تدوین کے باعث سرمایۂ سیرت سے متعلق معلومات میں نمایاں اضافہ ہوا ہے، جس کے نتیجے میں سابقہ تحقیقات پر نظرِ ثانی اور بعض نتائج کی ترمیم کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ یہی علمی پس منظر اس موضوع پر از سرِ نو غور و تحقیق کا بنیادی جواز فراہم کرتا ہے۔

سیرت نگاری اردو ادب میں کسی تعارف کی محتاج نہیں ہے۔ باوجود اس کے کہ ہمارے ادبی حلقوں میں یہ ایک تاریخی صنف یا مذہبی صنف سمجھی جاتی رہی ہے۔ کسی نے اسے نیم مذہبی اور کسی نے اسے نیم تاریخی صنف کہا تو کسی نے اسے صنف ادب قرار دیا ہے۔ اطہر پرویز کے مطابق:

"ادب اس تحریر کو کہتے ہیں جس میں روزمرہ کے خیالات سے بہتر خیالات اور روزمرہ کی زبان سے بہتر زبان کا اظہار ہوتا ہے۔"(6)

اردو سیرت نگاری کا آغاز 19ویں صدی میں ہوا، جب برصغیر میں اردو ادب نے مذہبی اور تعلیمی مواد کی تدوین میں فعال کردار ادا کیا۔ اس سے قبل سیرت نگاری زیادہ تر فارسی یا عربی میں موجود تھی۔ پاکستان کے تناظر میں یہ ادبی روایت مسلمانوں کے دینی شعور، تاریخی آگاہی اور

اخلاقی تربیت کے لیے ایک اہم ذریعہ رہی۔

برصغیر پاک وہند میں اردو زبان کے حوالے سے سیرت نگاری کی روایت اگرچہ ابتدا ہی سے موجود رہی ہے، تاہم بیسویں صدی عیسوی کے نصفِ اول میں اس میدان میں جس وسعت، تنوع اور فکری پختگی کے ساتھ کام ہوا، وہ اپنی مثال آپ ہے ڈاکٹر انور محمود خالد یوں لکھتے ہیں:

"اسی بنا پر محققین نے اس دور کو اردو سیرت نگاری کا "عہدِ زریں" قرار دیا ہے۔"(7)

اس زمانے میں سیرت نگاری محض روایتی بیان تک محدود نہ رہی بلکہ اس میں تحقیقی، تنقیدی، ادبی، خطیبانہ اور دعوتی اسالیب اختیار کیے گئے۔ مختلف علمی مناہج، تاریخی تنقیح، حدیثی استناد، عقلی استدلال اور ادبی پیرایۂ اظہار کے امتزاج نے سیرت نگاری کو ایک ہمہ جہت علمی و ادبی صنف کی حیثیت دے دی۔ اس دور کے مصنفین نے نہ صرف مغربی مستشرقین کے اعتراضات کا جواب دیا بلکہ جدید ذہن کے سوالات کو بھی پیشِ نظر رکھا، یوں سیرت نگاری روایت اور تجدد کے مابین ایک بامعنی مکالمے کی صورت اختیار کر گئی۔

ابتدائی اردو سیرت نگاروں نے اپنے ادبی انداز میں سیرت کی تفصیل پیش کی، جس میں اخلاقی تعلیمات، عبادات، صحابہؓ کے کردار اور اسلامی تاریخ کے اہم واقعات شامل تھے۔ ان تحریروں کا مقصد محض معلوماتی بیان نہیں بلکہ اخلاقی اور روحانی بصیرت فراہم کرنا بھی تھا۔

پاکستان میں اردو سیرت نگاری پر تاریخی، دفاعی اور تحقیقی کام تو ہوا ہے، مگر اس کے اسلوبیاتی رجحانات کا منظم و تقابلی مطالعہ نہیں ہوا۔ اس لئے اسلوبیاتی رجحانات پر توجہ کی ضرورت ہے۔ سیرت نگاری کو عموماً تاریخی اور روایتی مواد کی تدوین تک محدود سمجھا گیا ہے، حالانکہ کسی بھی سیرتی متن کی اصل تاثیر اس کے اسلوب میں مضمر ہوتی ہے۔ اردو سیرت نگاری میں تاریخی تحقیق، دفاعی مباحث اور مصادر کی چھان بین پر تو خاصی توجہ دی گئی ہے، لیکن اسلوبیاتی رجحانات کا منظم مطالعہ نسبتاً کم سامنے آیا ہے۔ حالانکہ اسلوب ہی وہ عنصر ہے جو واقعاتی بیان کو فکری، جذباتی اور ادبی تاثیر عطا کرتا ہے۔ برصغیر میں بالخصوص بیسویں صدی کے نصفِ اول میں سیرت نگاری کے میدان میں جو وسعت پیدا ہوئی، اس میں مختلف اسالیب دعوتی، خطیبانہ، تحقیقی، داستانوی اور دفاعی نمایاں طور پر سامنے آئے۔ اس تنوع نے سیرت کو محض مذہبی ادب نہیں رہنے دیا بلکہ اسے ایک باقاعدہ علمی و ادبی صنف کی حیثیت دی۔ تاہم اس اسلوبیاتی تنوع کا باقاعدہ تجزیہ اور درجہ بندی اب بھی ایک تحقیقی خلا کی صورت میں موجود ہے۔

مزید برآں، جدید ادبی تنقید اور لسانیاتی مطالعات نے متن کے تجزیے کے لیے جو نئے زاویے فراہم کیے ہیں مثلاً بیانیہ تنقید، اسلوبیات اور خطابی تجزیہ ان کی روشنی میں سیرت نگاری کا مطالعہ نہایت مفید ہو سکتا ہے۔ اس سے نہ صرف متن کی ساخت، لفظیات اور تعبیراتی جہات واضح ہوں گی بلکہ مصنف کے فکری پس منظر اور عہد کے سماجی تقاضوں کا بھی اندازہ ہو سکے گا۔

عصرِ حاضر کے فکری ماحول میں، جہاں قاری دلیل، ربط اور نفسیاتی بصیرت کو اہمیت دیتا ہے، وہاں سیرت نگاری کے اسلوبی پہلوؤں پر توجہ دینا ناگزیر ہو گیا ہے۔ اگر اسلوب میں توازن نہ ہو تو یا تو متن محض جذباتی خطابت بن کر رہ جاتا ہے یا خشک تاریخی بیان میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ سیرت النبی ﷺ کے مطالعے میں اسلوبیات کو ایک مستقل تحقیقی زاویے کے طور پر اختیار کیا جائے، تاکہ سیرت نگاری علمی وقار، ادبی حسن اور فکری معنویت کے ساتھ آگے بڑھ سکے۔

پاکستانی اردو سیرت نگاری کا تاریخی پس منظر برصغیر کی علمی و دینی روایت سے مربوط ہے، مگر قیامِ پاکستان کے بعد اس نے ایک نئے فکری اور سماجی تناظر میں اپنی تشکیلِ نو کی۔ آزادی کے بعد قومی شناخت، مذہبی تشخص اور نظریۂ پاکستان کے استحکام نے سیرت نگاری کو محض تاریخی بیان کے بجائے فکری و تہذیبی رہنمائی کا ذریعہ بنا دیا۔ اس ماحول میں سیرت کے بیان میں دعوتی، اصلاحی اور دفاعی رجحانات نمایاں ہوئے، خصوصاً مستشرقین کے اعتراضات اور جدید فکری چیلنجز کے پس منظر میں تحقیقی اور استدلالی اسلوب کو فروغ ملا۔ بعد ازاں جامعات میں

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com

Vol. 3, No. 1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

اسلامیات اور سیرت اسٹڈیز کے باقاعدہ شعبہ جات کے قیام نے سیرت نگاری کو علمی اور منہجی بنیادیں فراہم کیں، جس کے نتیجے میں حوالہ جاتی احتیاط، مصادر کی تنقیح اور تجزیاتی اسلوب کو تقویت ملی۔ یوں پاکستانی اردو سیرت نگاری کے اسلوبیاتی رجحانات کی تشکیل ایک ایسے ماحول میں ہوئی جہاں مذہبی وابستگی، قومی شعور، علمی تحقیق اور عصری تقاضے باہم مل کر ایک متنوع اور ارتقائی صورت اختیار کرتے رہے۔

منتخب مطالعات اور سابقہ تحقیقی کام کا جائزہ لیا جائے تو واضح ہوتا ہے کہ پاکستانی اردو سیرت نگاری پر زیادہ تر توجہ تاریخی ارتقا، مصادرِ سیرت کی تحقیق، مستشرقین کے اعتراضات کے جوابات، اور نمایاں سیرت نگاروں کے تعارف تک محدود رہی ہے۔ بعض مقالات میں سیرت نگاری کے مناہج اور محدثانہ اسلوب پر بھی گفتگو کی گئی، جبکہ چند جامعاتی تحقیقات نے دور وار تقسیم کے تحت سیرت نگاری کی فکری جہات کا مطالعہ کیا ہے۔ تاہم اسلوبیاتی رجحانات کا باقاعدہ، منظم اور تقابلی تجزیہ کم ہی سامنے آیا ہے۔ بالخصوص لفظیات، بیانیہ ساخت، خطیبانہ آہنگ، داستانوی رنگ، نفسیاتی تجزیے، اور ادبی صنعتوں کے استعمال جیسے پہلوؤں کو مستقل تحقیقی زاویے کے طور پر نظر انداز کیا گیا ہے۔ اسی طرح مختلف ادوار میں اسلوبی تبدیلیوں کے اسباب اور سماجی و فکری پس منظر سے ان کے تعلق پر بھی خاطر خواہ توجہ نہیں دی گئی۔ چنانچہ موجودہ تحقیق کا مقصد انہی نظر انداز شدہ رجحانات کو منظم علمی تناظر میں پیش کرنا اور اسلوبیات کو سیرت نگاری کے ایک اہم تحقیقی میدان کے طور پر اجاگر کرنا ہے۔

پاکستان میں اردو سیرت نگاری نے نہ صرف دینی تعلیم کے لیے علمی مواد فراہم کیا بلکہ ادبی اور تحقیقی میدان میں بھی اپنی اہمیت قائم کی۔ اسلوبیاتی تنوع، تاریخی معلومات، اخلاقی تربیت اور تحقیقی حوالہ جات نے اس شعبے کو معیاری اور مستند بنایا۔ مزید برآں، مختلف اداروں اور مطبوعاتی تنظیموں نے سیرت نگاری کے شعبے میں معیاری کتب اور رسائل کی اشاعت میں کردار ادا کیا، جس سے یہ روایت آج بھی مستحکم اور علمی اعتبار سے معتبر ہے۔

اس تحقیق کی نظری بنیاد جدید اسلوبیات (Modern Stylistics) پر قائم ہے۔ اسلوبیات دراصل لسانیات اور ادبیات کے امتزاج سے وجود میں آنے والا علمی شعبہ ہے جس میں متن کے اندر موجود لسانی، معنوی اور فنی عناصر کا منظم تجزیہ کیا جاتا ہے۔

> ""اسلوبیات" (Stylistics) لسانیات کی ایک شاخ ہے جس کا مطلب ہے "اسلوب کا علم" یا "اسلوب کا مطالعہ"۔"[8]

یہ ایک ایسا علم ہے جو کسی متن کے طرزِ بیان، ساخت، زبان، جملوں کے انتخاب، ترکیب، صوتیات، اور معنیاتی پہلوؤں کا سائنسی اور منظم مطالعہ کرتا ہے۔ گوپی چند نارنگ کے مطابق:

> "اسلوبیات زبان کے اس فنّی اور سائنسی مطالعے کا نام ہے جو کسی مصنف کے طرزِ اظہار میں پوشیدہ لسانی اور جمالیاتی عناصر کا جائزہ لیتی ہے۔"

[9] ڈاکٹر عبادت بریلوی لکھتے ہیں:

> "موضوع کے اعتبار سے بھی ان کی یہ نثری تحریریں اہمیت رکھتی ہیں، کیونکہ ان سب کو پیش کرنے کے لئے انھوں نے جو اسلوب نثر اختیار کیا ہے، وہ انھیں موضوعات و مضامین کا مرہون منت ہے۔"[10]

ڈاکٹر ضیاء الدین لکھتے ہیں:

> "جدید اسلوبیات (Stylistics) کے بانی و روحِ رواں چارلس بیلی (Charles Baily) کے مقابل اگر کوئی دوسرا نام لیا جا سکتا ہے تو وہ رومن جیکب سن (Roman Jakobson) ہے۔ اس نے اگرچہ

Vol. 3, No. 1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

خود کو نہ تو اسلوبیاتی لکھا ہے اور نہ اپنی کسی تاریخ میں لفظ اسلوب استعمال کیا ہے اس کے باوجود بیسویں صدی کے معاصر "اسلوبیات" پر اس کے نظریات کی چھاپ بہت گہری ہے۔"(11)

یہ تحقیق انہی جدید اسلوبیاتی تصورات کو اردو سیرت نگاری پر منطبق کرتی ہے۔پاکستانی اردو سیرت نگاری میں روایات اور موضوعات کی منظم ترتیب واضح طور پر دیکھی جا سکتی ہے:

1. عقائد وعبادات: یہ موضوع زیادہ تر حدیث کی روشنی میں قرآن وسنت کے مطابق ترتیب دیا گیا ہے۔اس میں اخلاقی تعلیمات، عبادات اور فقہی مسائل کو اجاگر کیا جاتا ہے۔

2. نجی اور اجتماعی زندگی: رسول ﷺ کی حیات مبارکہ، اخلاق، عادات اور روزمرہ کے معاملات اس زمرے میں شامل ہیں، جو قاری کو عملی اور تربیتی بصیرت فراہم کرتے ہیں۔

3. غزوات ومعرکے: فنِ مغازی کے تحت ترتیب دیے گئے واقعات تاریخی اور عملی اعتبار سے اہم ہیں، اور ان میں سیرت کے تجزیاتی اور تحقیقی پہلو کو نمایاں کیا گیا ہے۔

4. تعلیمی وتربیتی مضامین: یہ عام قاری اور نوجوان نسل کے لیے تحریر کیے گئے، تاکہ دینی شعور اور علمی بصیرت پیدا ہو۔

پاکستان میں اردو سیرت نگاری میں مختلف اسلوبیاتی رجحانات پائے جاتے ہیں، جو مصنف کے علمی، ادبی اور جذباتی پس منظر کی عکاسی کرتے ہیں۔ڈاکٹر محمود احمد غازی کے نزدیک بیسویں صدی میں سیرت نگاری نے محض روایتی بیان سے آگے بڑھ کر ایک منظم علمی شعبے کی صورت اختیار کی۔اس دور میں مختلف فکری دباؤ، مستشرقانہ اعتراضات، جدید تاریخی مناہج اور احیائی تحریکات نے سیرت نگاری کو نئے اسالیب اور رجحانات عطا کیے۔نتیجتاً سیرتِ نبوی ﷺ کا مطالعہ روایتی، تجزیاتی، موضوعاتی، عسکری، انتظامی، کلامی اور مناظرانہ جہات میں وسعت اختیار کر گیا اور ادارہ جاتی سطح پر سیرت کانفرنسوں، مجلات اور تحقیقی مراکز کے قیام سے یہ علمی روایت مزید مستحکم ہوئی۔سیرت نگاری کے معاصر رجحانات واسالیب یہ ہیں۔

سیرت نگاری کا روایتی اسلوب، سیرت نگاری کا تجزیاتی اسلوب، سیرت نگاری کا موضوعاتی اسلوب، سیرت نگاری کا عسکری پہلو، سیرت نگاری کا انتظامی پہلو، سیرت نگاری کا جدید تاریخی رجحان، سیرت نگاری کا کلامی اسلوب، سیرت نگاری کا مناظرانہ اسلوب، سیرت نگاری میں تجدیدی واحیائی رجحانات، سیرت کے جامع تر مطالعہ کا رجحان، سیرت نگاری اور مغربی اسلوب پر استدلال، سیرتِ نبوی ﷺ قرآنِ پاک کی روشنی میں، سیرت کانفرنسیں اور مسندہائے سیرت، مجلۂ سیرت، مراکزِ مطالعۂ سیرت(12)

سید عزیز الرحمن اپنی کتاب "پاکستان میں اردو سیرت نگاری ایک تعارفی مطالعہ" میں اس امر کی نشاندہی کرتے ہیں کہ جدید دور میں سیرت نگاری محض واقعاتی بیان تک محدود نہیں رہی بلکہ مختلف علمی، فکری اور ادبی مناہج کے تحت اس کی نئی جہات متعین ہوئی ہیں۔وہ سیرت نگاری کے متعدد اسالیب کو منضبط انداز میں پیش کرتے ہوئے ان کی ضرورت، اہمیت اور امتیازی خصوصیات کی طرف توجہ دلاتے ہیں۔ان کے نزدیک ہر اسلوب اپنے مخصوص منہج، ماخذ، طرزِ استدلال اور فکری پس منظر کے باعث سیرتِ طیبہ ﷺ کے کسی نہ کسی گوشے کو نمایاں کرتا ہے۔اس طرح اردو سیرت نگاری ایک ہمہ جہت علمی روایت بن کر سامنے آتی ہے جس میں روایت، درایت، تحقیق، تجزیہ، تقابل، تصوف، فلسفہ، دعوت اور خطابت سب شامل ہو جاتے ہیں۔

تالیفی، سوانحی، روایتی، بیانیہ اسلوب، محدثانہ اسلوب، فقہی اسلوب، کلامی، مناظرانہ اسلوب، جدلی اسلوب، درایتی اسلوب، تحقیقی و تجزیاتی اسلوب، مغربی اسلوبِ تحقیق، تقابلی و مطالعاتی اسلوب، ادبی اسلوب، صوفیانہ اسلوب، سیرتِ طیبہ کا روحانی پہلو، فلسفیانہ اسلوب، دعوتی

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 3, No. 1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

اسلوب، سیرتِ طیبہ کا اطلاقی پہلو، خطابتی اسلوب (13)

1. دعوتی اسلوب: بیشتر سیرت نگار اپنے قاری کو دینی تربیت اور اخلاقی بصیرت فراہم کرنے کے لیے دعوتی اور نصیحت مندانہ اسلوب اپناتے ہیں۔ مثال کے طور پر، ڈاکٹر اسرار احمد کی بعض تحریریں اخلاقی و تربیتی نقطہ نظر سے مرتب کی گئی ہیں، جس میں رسول ﷺ کے اخلاق اور صحابہؓ کی صفات کو نمایاں کیا گیا ہے۔

2. خطیبانہ اسلوب: یہ اسلوب زیادہ رسمی اور تقریری نوعیت کا ہوتا ہے، جس میں تاریخی واقعات کو جامع اور واضح انداز میں پیش کیا جاتا ہے۔ خطباء اور علمی مصنفین اس اسلوب کے ذریعے تعلیم و تربیت کا مقصد حاصل کرتے ہیں، اور قاری کو منطق اور فکری تجزیہ کی طرف مائل کرتے ہیں۔

3. داستانوی اسلوب: کچھ سیرت نگار داستانوی اور قصہ گوئی کے انداز میں اپنی تحریریں پیش کرتے ہیں، جس سے قاری کی دلچسپی برقرار رہتی ہے اور تاریخی واقعات کی تفصیل اور جذباتی رنگ واضح ہوتا ہے۔ یہ اسلوب خاص طور پر نوجوان قارئین کے لیے مؤثر ہے۔

4. تحقیقی و تجزیاتی اسلوب: جدید اردو سیرت نگار تحقیقی اور علمی اسلوب اپناتے ہیں، جہاں وہ تاریخی واقعات، روایات اور مصادر کا تجزیہ کرتے ہیں۔ اسلوب میں حوالہ جات، تحقیقاتی تبصرے اور علمی تشریحات شامل ہوتی ہیں، جو سیرت نگاری کو تحقیقی اعتبار سے مضبوط بناتی ہیں۔ بیسویں صدی کی سیرت نگاری کے تمام رجحانات و اسالیب کا مفصل احاطہ ایک نشست میں ممکن نہیں تاہم ان کا ابتدائی اور ضروری تعارف یہ واضح کرتا ہے کہ اس عہد میں سیرتِ نبوی ﷺ کا مطالعہ غیر معمولی وسعت اختیار کر گیا۔ ڈاکٹر محمود احمد غازی تحریر کرتے ہیں:

اگر یہ کہا جائے تو مبالغہ نہ ہو گا کہ بیسویں صدی کا پہلا نصف برصغیر میں دو عظیم المرتبت سیرت نگاروں کے ہاتھ میں تھا۔ شبلی نعمانی اور قاضی محمد سلیمان منصور پوری جنہوں نے تحقیق، ترتیب اور منہج کے اعتبار سے سیرت نگاری کو نئی بنیادیں فراہم کیں اور اسے عالمی سطح پر وقار بخشا۔ صدی کا دوسرا نصف ایک ایسی ہمہ جہت شخصیت کے نام رہا جسے بجا طور پر علومِ سیرت کا مجدد کہا جاتا ہے، یعنی ڈاکٹر محمد حمید اللہ انہوں نے دستاویزی تحقیق، تقابلی منہج اور بین الاقوامی علمی مکالمے کے ذریعے سیرت کے متعدد گوشوں میں رجحان ساز کام کیا۔ ان تینوں شخصیات کی کاوشیں نہ صرف برصغیر بلکہ عالمِ اسلام میں مثال بنیں، اور بعض پہلوؤں میں عرب دنیا میں بھی اس درجے کی منہجی وسعت و تحقیق کم نظر آتی ہے۔(14) یوں بیسویں صدی کی سیرت نگاری ان نابغہ روزگار اہلِ علم کی بدولت ایک نئے علمی معیار تک پہنچی اور آنے والی نسلوں کے لیے مضبوط بنیاد فراہم کر گئی۔ پاکستان میں اردو سیرت نگاری کے شعبے میں کئی اہم مصنفین اور علمی شخصیات نے نمایاں کردار ادا کیا ہے۔

سید ابو الاعلیٰ مودودی: انقلابی انداز، مقصدیت، تاریخی شعور، فکری و موضوعاتی اور تحریکی اسلوب نمایاں ہے۔

نعیم صدیقی: اخلاقی اور تربیتی پہلو پر زور دیتے ہوئے سیرت نگاری میں جزئیات نگاری، استعارات، ادبی، داستانوی اور تاثیری اسلوب جذباتی و دعوتی رنگ پیش کرتے ہیں۔

پیر محمد کرم شاہ الازہری: عقیدتی رنگ، مبالغہ معتدل، روحانیت، جذباتی فضا، روایتی، عقیدت آمیز اور بیانی اسلوب کے ذریعے سیرت کی علمی اہمیت اجاگر کرتے ہیں۔

ڈاکٹر اسرار احمد: خطیبانہ، جذباتی، براہِ راست مخاطب سازی دعوتی اور ولولہ انگیز اسلوب اردو میں قابل فہم اور جامع سیرت نگاری فراہم کرتے ہیں، جن میں داستانوی اور معلوماتی اسلوب کا امتزاج ملتا ہے۔

ڈاکٹر محمد حمید اللہ: جدید تحقیقی رجحانات کے حامل، دستاویزی اور علمی اسلوب حوالہ جات اور اسلوبیاتی تجزیہ پر مبنی تحریروں کے ذریعے سیرت نگاری کو علمی رنگ دیتے ہیں۔ یہ تمام مصنفین نہ صرف سیرت کے تاریخی اور اخلاقی پہلو پر کام کرتے ہیں بلکہ اسلوبیاتی تجزیہ کے ذریعے اپنے

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 3, No. 1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

مطالعے کو مزید معتبر اور قارئین کے لیے دلچسپ بناتے ہیں۔

بیانیہ، داستانوی رجحان: اس رجحان میں سیرت کے واقعات کو قصہ گوئی کے انداز میں، تسلسل، منظر نگاری، مکالماتی فضا اور جذباتی تاثر کے ساتھ بیان کیا جاتا ہے۔ زبان عموماً رواں، تصویری اور تمثیلی ہوتی ہے۔ فعلِ ماضی کا تسلسل، زمانی ربط اور کرداروں کی جزئیات نگاری نمایاں خصوصیات ہیں۔ مثلاً محمد ولی رازی کی ہادی عالم،(15) پیر محمد کرم شاہ کی ضیاء النبی ﷺ، محمود احمد غازی کی محاضرات سیرت ﷺ، ڈاکٹر اسرار احمد کی سیرت النبی ﷺ اور سیلمان ندوی و شبلی نعمانی کی سیرۃ النبی میں واقعاتِ مکہ و مدینہ کو داستانوی تسلسل کے ساتھ پیش کیا گیا ہے، جہاں تاریخی مواد کے ساتھ ادبی بیان کا حسن بھی شامل ہے۔ یہ رجحان سیرت کو عام قاری کے لیے دل نشین اور مؤثر بناتا ہے، تاہم اگر تحقیقاتی احتیاط کمزور ہو تو جذباتیت غالب آ سکتی ہے۔

دعوتی و اصلاحی رجحان: اس اسلوب میں وعظیہ انداز، نصیحت آمیز جملے، امر و نہی کے صیغے، اور اخلاقی نتائج اخذ کرنے کا رجحان غالب ہوتا ہے۔ زبان میں سادگی اور براہِ راست خطاب نمایاں ہوتا ہے۔ مثلاً عبدالعزیز عرفی کی جمال مصطفیؐ(16) سید ابو الاعلیٰ مودودی، امین احسن اصلاحی، پیر محمد کرم شاہ الازہری اور ابو الحسن علی ندوی کی تحریروں میں سیرت کو اصلاحِ امت اور روحانی بیداری کے تناظر میں پیش کیا گیا ہے۔ یہ رجحان سیرت کو عملی زندگی سے جوڑتا ہے، مگر بعض اوقات تاریخی تفصیل ثانوی حیثیت اختیار کر لیتی ہے۔

خطیبانہ و جوشیلہ رجحان: بلاغتی صنعتوں، تکرار، استفہام انکاری، اور جذباتی آہنگ اس اسلوب کی نمایاں علامات ہیں۔ جملے عموماً پرجوش اور خطابی ہوتے ہیں۔ مثلاً ڈاکٹر ظہور احمد اظہر کی فصاحت نبویؐ(17) پیر محمد کرم شاہ اور ابو الکلام آزاد کے خطیبانہ انداز میں سیرت کا بیان فکری ولولہ اور ادبی جلال لیے ہوتا ہے۔ یہ اسلوب تحریک اور ولولہ پیدا کرتا ہے، مگر علمی تجزیہ نسبتاً کم ہو سکتا ہے۔

علمی و استدلالی رجحان: اس رجحان میں منطقی استدلال، حوالہ جاتی اسناد، تاریخی تنقیح، اور تجزیاتی زبان کا استعمال نمایاں ہوتا ہے۔ جملے نسبتاً طویل اور استدلالی ساخت کے حامل ہوتے ہیں۔ مثلاً مولانا وحید الدین خاں کی پیغمبر انقلابؐ،(18) ڈاکٹر حمید اللہ کا تحقیقی و علمی رجحان نمایاں ہے۔ سید سلیمان ندوی کی علمی تحریروں میں حدیثی و تاریخی مصادر کی روشنی میں تحقیقی انداز نمایاں ہے۔ یہ رجحان سیرت نگاری کو علمی وقار عطا کرتا ہے اور جدید تحقیقی معیار سے ہم آہنگ بناتا ہے۔

مدافعانہ رجحان: یہ اسلوب اعتراضات کے جواب، تقابلی دلائل، اور ردّیاتی طرزِ بیان پر مبنی ہوتا ہے۔ زبان میں مناظرانہ اور استدلالی رنگ غالب رہتا ہے۔ مثلاً ڈاکٹر محمد حمید اللہ، سید ابو الاعلیٰ مودودی، ڈاکٹر محمد احمد غازی، پیر محمد کرم شاہ الازہری اور مناظر احسن گیلانی نے مغربی اعتراضات کے جواب میں دفاعی و استدلالی انداز اختیار کیا۔(19) یہ رجحان فکری دفاع فراہم کرتا ہے، مگر بعض اوقات تخلیقی و ادبی حسن متاثر ہو سکتا ہے۔

جغرافیائی رجحان: اس رجحان میں مقامات، راستوں، حدود اور جغرافیائی تفصیلات کی وضاحت کی جاتی ہے۔ زبان میں مکانی حوالہ جات، نقشہ جاتی انداز اور وضاحتی پیرایہ شامل ہوتا ہے۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ، بریگیڈیئر گلزار احمد اور اکرام اللہ کی بعض تحریروں میں غزوات کے مقامات کی تفصیل جغرافیائی ترتیب سے بیان کی گئی ہے۔ یہ رجحان سیرت کے تاریخی واقعات کو عینی اور تحقیقی بنیاد فراہم کرتا ہے۔

موضوعاتی رجحان: اس اسلوب میں زمانی ترتیب کے بجائے موضوعاتی تقسیم (مثلاً: بطورِ معلم، بطور قائد، بطور قاضی) اختیار کی جاتی ہے۔ زبان میں درجہ بندی اور عنواناتی ساخت نمایاں ہوتی ہے۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ، سید ابو الاعلیٰ مودودی، ڈاکٹر محمد احمد غازی نے سیرت کو مختلف موضوعاتی زاویوں سے پیش کیا۔ یہ رجحان سیرت کو عصری مباحث سے جوڑنے میں مدد دیتا ہے اور تحقیقی سہولت فراہم کرتا ہے۔

قدیم و جدید رجحان: قدیم رجحان میں روایت، سند اور واقعاتی تسلسل پر زور ہوتا ہے، جبکہ جدید رجحان میں نفسیاتی تجزیہ، سماجی تناظر اور فکری

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com

Vol. 3, No. 1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

تعبیرات شامل ہوتی ہیں۔ قدیم انداز کی نمائندگی کلاسیکی سیرت نگاری کرتی ہے، جبکہ جدید رجحان میں معاصر جامعاتی تحقیقات اور تنقیدی مطالعے شامل ہیں۔ مثلاً پروفیسر ڈاکٹر نور محمد غفاری کی نبی کریم ﷺ کی معاشی زندگی[20] اور سید ابو الاعلیٰ مودودی کا انقلابی و فکری رجحان، ڈاکٹر محمود احمد غازی کا قانونی اور تحقیقی رجحان اور امین احسن اصلاحی کا قرانی تدبر کے ساتھ سیرت کا تجزیہ ہے۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ کا تقابلی رجحان[21] کا یہ امتزاج سیرت نگاری کو ارتقائی سفر کا آئینہ دار بناتا ہے اور اسے روایت و تجدد کے درمیان ایک علمی پُل فراہم کرتا ہے۔

لسانی واسلوبی خصوصیات کو اگر بطورِ شواہد پیش کیا جائے تو یہ سیرت نگاری کے اسلوبیاتی رجحانات کی عملی اور عینی بنیاد فراہم کرتی ہیں۔ لفظیات کے انتخاب سے مصنف کے فکری مزاج اور رجحان کا اندازہ ہوتا ہے؛ مثلاً دعوتی اسلوب میں اخلاقی اور ایمانی اصطلاحات کی کثرت، مدافعانہ انداز میں استدلالی اور مناظرانہ تعبیرات، جبکہ داستانوی رجحان میں تصویری اور جذباتی الفاظ نمایاں ہوتے ہیں۔ اسی طرح جملوں کی ساخت مختصر اور خطیبانہ، یا طویل اور تجزیاتی اسلوب کی نوعیت کو واضح کرتی ہے۔ نحوی ترتیب، ربطِ کلام، زمانی تسلسل اور عنواناتی تقسیم متن کی فکری تنظیم کی نشاندہی کرتے ہیں۔ تاہم یہاں نظریہ محض خدمت گزار کے طور پر کام کرے گا، حاکم کے طور پر نہیں یعنی اسلوبیاتی یا لسانی نظریات کو متن پر مسلط کرنے کے بجائے متن سے اخذ شدہ شواہد کی روشنی میں نظریاتی رہنمائی لی جائے گی۔ اس طرح لفظیات، جملوں اور ساخت کا تجزیہ سیرت نگاری کے رجحانات کو ثابت کرنے کا ذریعہ بنے گا، نہ کہ پہلے سے طے شدہ نظریاتی سانچے میں اسے محدود کرنے کا سبب ہے۔

تجزیاتی بحث میں یہ واضح ہوتا ہے کہ پاکستان میں اردو سیرت نگاری کے مختلف اسلوبیاتی رجحانات صرف اتفاقی طور پر غالب نہیں ہوئے، بلکہ ان کے پیچھے گہرے سماجی اور فکری اسباب کار فرما تھے۔ دعوتی و اصلاحی رجحانات نے اس لیے زور پکڑا کہ نئی قومی اور مذہبی شناخت کے قیام کے دوران عوام کو سیرت کے عملی پیغامات سے روشناس کرانا ضروری تھا۔ خطیبانہ و جوشیلہ رجحانات اسی ولولہ و تحریک کی عکاسی کرتے ہیں جو نوجوان نسل میں فکری اور روحانی جذبہ پیدا کرنے کا ذریعہ بنے۔ علمی و استدلالی رجحان، جامعاتی تعلیم و تحقیقی ماحول، جدید تحقیقی تقاضے اور مستشرقین کے اعتراضات کے تناظر میں ابھرا، جبکہ مدافعانہ رجحان سماجی اور فکری چیلنجز کے جواب میں ضروری ہوا۔ جغرافیائی اور موضوعاتی رجحانات نے تاریخی اور فکری وضاحت فراہم کی، اور قدیم و جدید رجحانات کا امتزاج روایت و عصریت کے توازن کا آئینہ دار ہے۔ یوں دیکھا جائے تو ہر رجحان ایک مخصوص سماجی، تعلیمی اور فکری ماحول کے ردِ عمل کے طور پر ابھرا، جو سیرت نگاری کے ارتقائی عمل اور اردو علمی روایت کی ضرورتوں کو ظاہر کرتا ہے۔

نتائجِ تحقیق کے حوالے سے یہ واضح ہوا کہ پاکستانی اردو سیرت نگاری میں متعدد اسلوبیاتی رجحانات باہم متوازی طور پر موجود ہیں، اور ہر رجحان نے مخصوص فکری، ادبی اور سماجی ضرورتوں کو پورا کیا ہے۔ بیانیہ و داستانوی رجحان نے قاری کے جذبات اور ادبی دلچسپی کو فروغ دیا، دعوتی و اصلاحی رجحان نے اخلاقی و روحانی رہنمائی فراہم کی، جبکہ خطیبانہ و جوشیلہ رجحان نے تحریک و ولولہ پیدا کیا۔ علمی و استدلالی رجحان نے سیرت نگاری کو تحقیقی وقار اور مستند حوالہ جات سے مزین کیا، اور مدافعانہ رجحان نے مستشرقین اور اعتراضات کے جواب میں فکری تحفظ فراہم کیا۔ جغرافیائی اور موضوعاتی رجحانات نے تاریخی و فکری وضاحت اور متن کی منظم تقسیم کو ممکن بنایا، اور قدیم و جدید رجحانات کے امتزاج نے روایت و عصریت کے درمیان توازن قائم رکھا۔ مجموعی طور پر یہ نتائج اس بات کی عکاسی کرتے ہیں کہ پاکستانی اردو سیرت نگاری نہ صرف ادبی اور علمی ترقی کی عکاس ہے بلکہ فکری، سماجی اور تعلیمی تقاضوں کے مطابق ارتقائی رجحانات کی حامل بھی ہے۔

پاکستان میں اردو سیرت نگاری ایک ہمہ جہت علمی و ادبی روایت کے طور پر سامنے آتی ہے، جس کی جڑیں برصغیر کی قدیم علمی روایت میں پیوست ہیں، تاہم قیامِ پاکستان کے بعد اس میں موضوعاتی وسعت، تحقیقی شعور اور اسلوبی تنوع میں نمایاں اضافہ ہوا۔ اس مطالعے سے واضح ہوتا ہے کہ اردو سیرت نگاری محض واقعاتی بیان تک محدود نہیں رہی بلکہ اس نے دعوتی، خطیبانہ، تحقیقی، دفاعی، داستانوی اور تجزیاتی اسالیب کو

Vol. 3, No. 1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

اپنے اندر سمو کر ایک متنوع ادبی ساخت اختیار کی ہے۔

تحقیق سے یہ امر بھی سامنے آتا ہے کہ مختلف ادوار میں سیرت نگاری کے اسلوبی رجحانات عہد کے فکری، سماجی اور مذہبی تقاضوں سے متاثر ہوتے رہے ہیں۔ استعماری دور میں دفاعی اور مناظرانہ اسلوب غالب رہا، بعد ازاں تحقیقی اور تجزیاتی رجحان مضبوط ہوا، جبکہ معاصر دور میں اسلوبیاتی تنوع اور جدید علمی مناہج کے اثرات بھی نمایاں ہو رہے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سیرت نگاری ایک جامد صنف نہیں بلکہ ایک ارتقائی عمل ہے جو زمانے کے ساتھ اپنے اسلوب میں تبدیلی اور وسعت پیدا کرتی رہی ہے۔ مزید برآں، یہ تحقیق اس خلا کی نشان دہی کرتی ہے کہ اگرچہ اردو سیرت نگاری میں اسلوبیاتی تنوع موجود ہے، مگر اس کا منظم اور تقابلی تجزیہ ابھی ابتدائی مرحلے میں ہے۔ لہٰذا ضرورت اس امر کی ہے کہ سیرت نگاری کو محض تاریخی یا عقیدتی زاویے سے نہیں بلکہ اسلوبیاتی و ادبی تناظر میں بھی دیکھا جائے، تاکہ اس عظیم علمی سرمایہ کی فکری گہرائی، ادبی حسن اور تحقیقی وقار پوری طرح نمایاں ہو سکے۔

حوالہ جات

[1] عزیز الرحمن، سید، پاکستان میں اردو سیرت نگاری ایک تعارفی مطالعہ، زوار اکیڈمی پبلیکیشنز، کراچی، طبع دوم، 2018ء، ص24

[2] شمس الہدی، انیس صدیقی، آصف استھانوی، گیارہ سالہ دور حکومت کے آئینے میں، حوادث پبلی کیشنز، نئی دہلی، 1988ء، ص85

[3] نعمانی، شبلی، سیرت النبی ﷺ، جلد اول، مکتبہ مدینہ، اردو بازار لاہور، 1988ء

[4] سیوطی، جلال الدین، الخصائص الکبریٰ (سید غلام محی الدین نعیمی)، شبیر برادرز، لاہور، 2004ء، جلد اول، ص13

[5] محمد طفیل، نقوش رسول نمبر، جلد اول، ادارہ فروغ اردو لاہور، طبع دوم، 1982ء، ص20

[6] اطہر پرویز، ادب کا مطالعہ، اردو گھر، علی گڑھ، مسلم یونیورسٹی، طبع پنجم، ستمبر 1971، ص30

[7] انور محمود خالد، ڈاکٹر، اردو نثر میں سیرت رسول، اقبال اکادمی پاکستان لاہور، طبع اول 1989ء، 435

[8] فرہنگ اصطلاحات، ترقی اردو بیورو، نئی دہلی، 1987ء ص181

[9] گوپی چند نارنگ، پروفیسر، ادبی تنقید اور اسلوبیات، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور 1991ء، ص14

[10] عبادت بریلوی، ڈاکٹر، اقبال کی اردو نثر، ایجوکیشنل بک ہاؤس، علی گڑھ، 1983ء، ص143

[11] ضیاء الدین، ڈاکٹر، اسالیب نثر پر ایک نظر، ص85، دریا گنج، نئی دہلی، 1989ء

[12] محمود احمد غازی، ڈاکٹر، محاضرات سیرت، الفیصل ناشران و تاجران کتب، لاہور، طبع سوم، 2009ء، ص651

[13] عزیز الرحمن، سید، پاکستان میں اردو سیرت نگاری ایک تعارفی مطالعہ، زوار اکیڈمی پبلیکیشنز، کراچی، طبع دوم، 2018ء، ص18

[14] محمود احمد غازی، ڈاکٹر، محاضرات سیرت، الفیصل ناشران و تاجران کتب، لاہور، طبع سوم، 2009ء، ص652

[15] محمد ولی، رازی، ہادی عالم، دار العلم، کراچی، 1987ء

[16] عبد العزیز، عرفی، جمال مصطفےٰ ﷺ، دانش پبلشنگ کمپنی، 1988ء

[17] ظہور احمد اظہر، ڈاکٹر، فصاحت نبویؐ، اسلامک پبلیکیشنز لمیٹڈ، لاہور، 1988ء

[18] وحید الدین خاں، مولانا، پیغمبر انقلابؐ، المکتبۃ الاشرفیہ، لاہور، 1983ء

[19] مناظر احسن گیلانی، مولانا سید، النبی الخاتم ﷺ، مکتبہ اخوت، لاہور، 1939ء

[20] نور محمد غفاری، پروفیسر ڈاکٹر، نبی کریم ﷺ کی معاشی زندگی، دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری، لاہور، 1999ء

[21] حمید اللہ، ڈاکٹر محمد، رسول اکرمؐ کی سیاسی زندگی، نگارشات پبلشرز، لاہور، 2008ء